از مولانا سمیع الحق
ضبط و ترتیب ۔ مولانا عبدالقیوم حقانی

تفسیر قرآن کریم کا اختتامی درس

فضائل قرآن اور معوذتین کی تشریح

امسال رمضان میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تعطیلات میں باقاعدہ طور شعبہ ترجمہ تفسیر قرآن کی اجازت مرحمت فرمائی جسے دارالعلوم کے دو اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن اور احقر عبدالقیوم حقانی دارالحدیث میں پڑھاتے رہے داخلہ محدود ہونے کے باوجود طلبہ اور فضلاء کثیر تعداد میں شریک ہوئے ۔ ۲۱ رمضان المبارک کو تقسیم اسناد اور تفسیر قرآن کی اختتامی تقریب تھی ۔ اساتذہ اور طلبہ کی درخواست اور شدید اصرار پر استاذی المحترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے آخری سورتوں کا درس دینا منظور فرمایا ۔ جسے اب ٹیپ ریکارڈر سے نقل کرکے بغرض افادۂ عام نذر قارئین کیا جا رہا ہے ۔ (ع ق ح)

محترم بزرگو، علماء کرام اور عزیز طلبہ ! میں اس قابل نہیں ، آپ کے اپنے جید اور فاضل اساتذہ نے آپ کو قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر جامع اور مدلل انداز میں پڑھایا ۔ میں صرف ان کے حکم کی وجہ سے اور اصرار کی وجہ سے اور صرف حصول ثواب کی غرض سے حاضر ہوا ہوں ۔ اختتامی درس کا قطعاً ارادہ نہیں ہے ۔ اور نہ ذہن اس کے لئے برابر ہے ۔ اس لئے کہ میں خود کو اس عظیم سعادت کا اہل نہیں پاتا ۔ کہ میں اس درس کا اختتام کروں ، انشاء اللہ ابھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ تشریف لاتے ہیں وہ دعا فرماویں گے اور گویا اصل اختتام انہوں نے کرنا ہے ۔ آپ کے دونوں اساتذہ میرے مہربان ، محبین اور بھائی ہیں ان کا حسن ظن ہے ورنہ میں نے تو بہت معذرت کی ۔

قرآنی علوم کے انوار و برکات اور بے نہایت وسعتیں

قرآن حکیم کے علوم اور معارف ایسے نہیں کہ وہ ایک ہی مجلس میں بیان کر دئے جائیں ۔ یا بیان کر دئے جا سکتے ہیں ۔ ایک بڑے سے بڑا مفسر عالم اور فقیہہ بیٹھ جائے اور ساری زندگی قرآن کریم کے علوم و معارف بیان کرتا رہے ۔ تب بھی وہ انہیں اپنے احاطہ بیان میں نہیں لا سکتا ۔ لا تنقضی عجائبہ اللہ کی آخری کتاب کے عجائبات قیامت تک نہیں ختم ہو سکتے ۔ قیامت کے روز اور آخرت میں بھی اس کتاب کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے ۔ اس دنیا میں بھی قرآن کے عجائبات ہر دور اور ہر صدی میں مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں آخرت میں بھی اس کتاب کے مزید ایسے

عجائبات ظاہر ہوں گے جو صحابہؓ کو بھی معلوم نہ ہو سکے ۔ انبیاءؑ کو بھی معلوم نہ ہو سکے ۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر رکھ دیا جائے گا میدان حشر میں، آپؐ اس پر تشریف فرما ہو جائیں گے ۔ اور قرآن حکیم کی تلاوت شروع کر دیں گے ۔ تو اس وقت ایسے انوار معارف حقائق علوم اور ایسے عجائبات ظاہر ہوں گے کہ ساری دنیا ششدر اور حیران رہ جائے گی ۔

انبیاء بھی کہیں گے کہ دنیا میں ایسے علوم اور معارف تو ہمیں بھی معلوم نہ ہو سکے تھے ۔ صحابہ رضؓ بھی حیران ہوں گے آخرت میں قرآن کے عجائبات دیکھ کر ۔

تو یہ تو آخرت کا عالم ہے یوم تبلی السرائر، اس روز تمام حقیقتیں اور اسرار ظاہر ہوں گے ۔ تو قرآن کے اندر بھی جتنے خزانے ہیں، علوم ہیں معارف ہیں وہ وہاں ظاہر ہو جائیں گے ۔ انبیاء کہیں گے کاش ! ہم بھی اس زمانہ میں ہوتے جس میں قرآن نازل ہوا ہے ۔

قرآن کی ہر آیت بلکہ ہر حرکت ایک مستقل جنت ہے

حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں قرآن کے عالم، قاری اور حافظ سے کہا جائے گا اقرء وارتق رتل وارتق ، قرآن پڑھتا جا اور جنت کا ایک ایک درجہ اور منزل طے کرتا جا ۔ جنت کے منازل اور درجات تو بے حد و حساب ہیں ہر ایک منزل دوسری سے بڑھ کر ہے اور ایک منزل دوسری سے اس قدر رفیع اور بلند ہے جیسے زمین سے ہمیں دور کے تارے نظر آتے ہیں ۔ اس قدر فاصلے ہیں جنت میں متقین کے لئے ان کے اعمال کے مناسب گویا کلاسیں ہیں ۔

بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ قرآن کی ۶۶۶۶ آیات ہیں اور ان ہی کے برابر جنت میں منازل اور درجات ہیں مگر بعض دوسرے حضرات کی رائے یہ ہے کہ قرآن کے ہر نقطہ اور ہر زیر، ہر زبر اور ہر پیش اور ہر حرکت کے برابر وہاں جنت میں درجات ہیں ۔

اس لحاظ سے گویا ہر آیت مستقل جنت ہے ۔ اور قرآن کا ہر نقطہ اور حرکت بھی ایک مستقل جنت ہے جب ہم دنیا میں قرآن کریم کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے ہیں تو گویا خدا تعالیٰ کی ایک ایک جنت اپنے سینہ میں جمع کرتے چلے جاتے ہیں جب آپ نے سارا قرآن پڑھ لیا حفظ کر لیا یا ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھ لیا آپ اندازہ کر لیں کہ آپ نے ان چند ایام میں جو ترجمہ و تفسیر کے لئے دارالعلوم میں گذارے ہیں خدا کی کتنی جنتیں اپنے سینہ میں محفوظ کر لی ہیں صرف یہ نہیں بلکہ انسان میں تو اللہ نے ساری کائنات کو سمویا ہے ۔ تو یہ خوش عقیدگی کی باتیں نہیں بلکہ حقائق ہیں جو آخرت میں ظاہر ہو کر سامنے آنے والے ہیں ۔ صرف ایک جنت ایسی ہے کہ عرضھا کعرض السموٰت والارض، آسمان کی وسعتیں کتنی ہیں اس کا اندازہ آج تک کسی کو معلوم نہ ہو سکا ۔ سائنسدان کائنات کی تحقیقات سے تشریحات میں زندگیاں کھپا رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بعض تارے ایسے بھی ہیں جن کی روشنی زمانہ تخلیق سے آج تک بھی

تک نہیں پہنچ سکی۔ لاکھوں اور کروڑوں سال میں بھی۔

اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار میل کے لگ بھگ فی سیکنڈ روشنی کی رفتار ہے۔ مگر پھر بھی نہیں پہنچ سکی تو ایسے تاروں سے بھی اوپر آسمان ہیں اور پھر سات آسمانوں کا سلسلہ، تو جنت اس قدر عظیم کائنات سے وسیع ہے تو جب اتنی وسیع کائنات قرآن کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک حرف اور لفظ میں سموئی ہوئی ہے۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ قرآن حکیم کس قدر عظیم اور بے پناہ وسعتوں کا حامل ہے۔ قرآن کتنی بڑی عظیم کائنات ہوا۔

وسعت قلب مومن | یہ اتنی بڑی عظیم کائنات انسان کے سینہ میں اللہ تعالیٰ سمو دیتے ہیں۔ تو پھر انسان کی عظمت اور اس کی قلبی وسعت واہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

لا یسعنی ارضی ولا سمائی لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نہ تو آسمان سمو سکتے ہیں اور نہ ہی زمین، لیکن بندہ مومن کا دل ایسا ہے جس کی وسعت میں مجھے جگہ ملتی ہے۔ جس طرح اللہ پاک قلب مومن میں سما سکتے ہیں اسی طرح قرآن حکیم بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کو اللہ نے دی ہے اور اس کے یاد کرنے کی توفیق بھی دے دی ہے۔ قیامت کے روز یہ قرآن پڑھتا جائے گا تو ایک ایک آیت اور نقطہ کے ساتھ اسے ایک ایک نئی جنت منکشف ہو کر سامنے آتی جائے گی۔

ایک بزرگ عالم دین نے اس کی عجیب مثال لکھی ہے کہ پچھلے زمانے میں یورپ میں کھلونوں کی مختلف اور عجیب چیزیں بکتی تھیں ایک ڈبہ تھا جو گولیوں سے بھرا ہوا بکتا تھا بظاہر ان گولیوں کا ایک رنگ تھا مگر بچے اسے خرید لیتے اور ایک جام میں پانی لے کر اس میں ایک ایک گولی ڈالتے تھے جوں ہی گولی پانی میں پڑتی تو اس سے ایک حسین کھلونا بن کر ظاہر ہوتا۔ اور ہر کھلونا دوسرے سے مختلف ہوتا۔ ایک گولی سے گھوڑا بنتا، دوسری سے اونٹ، تیسری سے بیل، چوتھی سے جہاز، پانچویں سے گاڑی، چھٹی سے درخت، ساتویں سے بنگلہ وغیرہ۔

تو جب ایک انسان ایسی چیز بنا سکتا ہے جو پردہ میں ہے اور اس کی حقیقت کسی پر عیاں نہیں لیکن جب اسے پانی لگتا ہے تو اصل حقیقت اور ایک عجیب و غریب چیز بن کر ظاہر ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ کے کلام کا بھی ہر ہر نقطہ اور ہر ہر حرف کھلتا جائے گا۔ اور اس سے عجائبات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ظاہر ہوتے جائیں گے جنت، باغات، بہاریں، پھول، درخت، نہریں، حوریں، غلمان اور خدا جانے کیا کیا چیزیں ہوں گی جو ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔

میرے بھائیو! ایسی چیز جس کی انتہا نہیں ہے اور عجائبات ختم نہیں ہوتے اس کی فضیلت کا انسان کیا بیان کر سکتا ہے اور نہ میرا ارادہ ہے۔ آخری سورتوں کی تشریحات بھی آپ کو اساتذہ نے بیان کر دی ہیں میں صرف ترجمہ پر اکتفا کروں گا۔

معوذتین کی تشریح

قرآن کی ان دونوں سورتوں کو معوذتین کہتے ہیں کہ اس سے گویا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے پناہ مانگنا ہے۔ اور ان میں اللہ نے ہم کو استعاذہ کا طریقہ بتا دیا ہے اور حقیقت میں قرآن کی ہر آیت کے ساتھ اور ہر لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہزاروں اور کروڑوں رحمتیں، نعمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں جس کے طفیل انسان آفات و بلیات اور مصائب اور گمراہیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

خاص طور ان دو سورتوں کو ایک خصوصی امتیاز اور فضیلت حاصل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر ایسی دو سورتیں نازل کی گئی ہیں کہ سابقہ تمام صحف اولیٰ کتب سماویہ بالخصوص تورات زبور، انجیل میں اس کی مثال نہیں ہے۔

سورۂ اخلاص شاہی فرمان ہے اور معوذتین اس کی عظمت کی دلیل ہیں

پہلی سورت (سورۂ اخلاص) میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات، اپنی صفات، اپنی وحدانیت اور اپنی شان بے نیازی بیان فرمائی قرآن کے علوم و معارف درحقیقت سورۂ اخلاص پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ ایک شاہی فرمان ہے جس پر آخر میں اللہ پاک دستخط فرماتے ہیں۔ تو دستخط کے دوران اپنی عظمت، رتبہ و منزلت بیان فرماتے ہیں جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں دستخط کے ساتھ عہدے جاہ و منصب اور ڈگریاں لکھی جاتی ہیں۔ کہ دستخط کنندہ کون ہے، صدر ہے، مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہے اور یہ یہ اختیارات ہیں۔ قرآن کریم کے اختتام پر سورۂ اخلاص کے آخر پہ اللہ پاک نے گویا اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ کہ میں کون ہوں اور میرے اختیارات کیا ہیں۔ پھر مخلوق پر واضح کر دیا کہ یاد رکھو کہ یہ قرآن ایسی ذات نے بھیجا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ جو شانِ صمدیت سے متصف ہے لم یلد ولم یولد اس کی صفت ہے اور اس کے لئے کوئی کفو نہیں۔

تو تمام دنیا کے نظریات اور عقائد کفریہ پر سورۂ اخلاص سے ضرب لگ گئی۔ وہ یوں کہ بعض لوگ اللہ کے لئے کفارت کے قائل تھے، بعض ابنیت کے قائل تھے، بعض شرک کے قائل تھے اللہ نے اپنی تمام صفات اور کمالات بیان کر دیئے۔ اور دستخط ثبت فرما دیئے پھر شاہی احکام اور سرکاری دستاویز کی حفاظت کی جاتی ہے اس کو رجسٹری کیا جاتا ہے۔ اس پر لاکھ لگائی جاتی ہے۔ مہریں ثبت کی جاتی ہیں۔ تاکہ اس میں کوئی دخل اندازی نہ کرے۔ تو اسی طرح یہ دو سورتیں قرآن کی محافظت کی سرکاری مہریں ہیں۔ اور اللہ نے گویا قرآن کی حفاظت بھی معوذتین سے کی ہے۔ قرآن محفوظ ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے تو جس چیز کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ لے لے، تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو جو لوگ قرآن سے وابستہ ہو گئے وہ بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

خدمت قرآن تحفظ کا ذریعہ اور سراسر نفع کی چیز ہے

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کی خدمت و اشاعت مشکل کام ہے

بعض کہتے ہیں دین کے احکام پر چلنا مشکل ہے یہ غلط ہے۔ کل الحق دیکھ رہا تھا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ارشادات "صحبتے با اہل حق" کے عنوان سے مولانا عبدالقیوم حقانی مرتب کرتے ہیں۔ اس میں ایک بات حضرت مدظلہ نے یہ فرمائی کہ

"لوگ کہتے ہیں کہ دین کی خدمت مشکل ہے، یہ غلط ہے بالکل دین کا کام ہر چیز سے آسان ہے ہر چیز سے محفوظ ترین، آسان ترین، بہترین اور آسان کام دین کی خدمت ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جس چیز کو خدا تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے تو جب اس کی خدمت کریں گے تو آپ بھی محفوظ ہو جائیں گے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی خدمت میں نفع و نقصان دونوں ہیں مضرات اور خطرات کا احتمال بھی رہتا ہے مگر قرآن کی خدمت میں سراسر نفع ہے گھاٹے کا تصور ہی نہیں۔ ایک جہاز ہے سمندر میں، اور اس کے چاروں طرف حفاظتی دستے ہیں اور بادشاہ نے اس جہاز کی حفاظت کا اعلان کر دیا ہے تو اس میں جو سواریاں ہوں گی وہ بھی شاہی حفاظت میں محفوظ رہیں گی۔

تو یہ اللہ کا کلام ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے ہم طلبہ اور علماء خوش قسمت ہیں کہ ہم کو اللہ نے ایک محفوظ چیز کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور اس کی محفوظیت کی ساری تاریخ شاہد ہے۔

جو لوگ بھی قرآن سے وابستہ ہوتے ہیں افراد ہیں یا قومیں یا حکومتیں تو خدا نے ان کو حفاظت اور بقا و استحکام بخشا ہے اور جو بھی حفاظت کے اس قلعہ سے باہر رہے انہیں خدا نے تباہ کر دیا ہے اس سے قبل آسمانی کتابوں اور صحف اولیٰ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی تھی بلکہ ان لوگوں کو، اور امم سابقہ سے کہا گیا تھا کہ تم اپنی کتاب کی حفاظت کرو گے بما استحفظوا من کتاب اللّٰہ ان سے حفاظت کتاب کا مطالبہ ہوا تھا۔ استحفاظ کا معنی ہے دوسرے سے حفاظت کا مطالبہ کرنا کہ تم تورات، انجیل اور زبور کے الفاظ و معانی کی حفاظت کرو گے۔

<u>حفاظت قرآن کے اسباب</u> تو وہ کمزور، حقیر، باغی اور سرکش تھے حفاظت ان کے بس کی بات نہ تھی۔ ان سے حفاظت نہ ہو سکی اور قرآن کے بارے میں استحفاظ کا لفظ نہیں آیا بلکہ انا لہ لحافظون کا اعلان ہے، خدا تعالیٰ خود حفاظت فرماتے ہیں۔

ہر دور میں بے سروسامان اور بوریہ نشین طلبہ کے ذریعہ اخلاص اور للہیت سے بھرپور اساتذہ و علماء کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کی ہے۔ ظاہری شان و شوکت، کروفر، فوجیں اور حکومتیں کسی ایک دور میں بھی قرآن کی حفاظت کا ذریعہ نہیں بنیں۔

یہ بھی اللہ نے دنیا کو بتا دیا کہ یہ کتاب حق ہے اس کی حفاظت فوجوں، حکومتوں اور سرمایہ سے نہیں بلکہ

اخلاص وللہیت اور نورِ ایمان سے معمور سینوں کے ذریعہ ہوتی رہی۔ تورات، انجیل اور زبور تو محرّف ہو کر ختم ہوگئے ہیں اور اگر تحریف شدہ کچھ حصے باقی بھی ہیں تو وہ بھی لالچ، ملازمت، تقسیمِ مال، ہسپتال، رفاہی اداروں اور زر وغیرہ فریب کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں اور آپ مسیحی تاریخ پر نظر ڈالیں تو بعض بادشاہوں نے حد درجہ ظلم، جبر و استبداد سے انجیل کی اشاعت کی لاکھوں افراد تہ تیغ ہوئے مگر اسلام کا ماضی اور مسلمانوں کی تاریخ روشن ہے معصوم بچوں، حفاظ کرام اور علماء عظام سے اس کی حفاظت کرائی اور ان کے سینوں میں محفوظ کرایا بل فی صدور الذین اوتوا العلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قرآن کی حفاظت آہنی بکسوں میں نہیں کرتا، بڑے کتب خانوں، پریسوں اور اکیڈمیوں اور حکومتوں سے اس کی حفاظت نہیں کراتا۔ بل فی صدور الذین اوتوا العلم، بلکہ یہ اہلِ علم کے سینوں میں محفوظ ہے۔ سینہ سے کون مٹا سکتا ہے۔ دل سے کون نکال سکتا ہے اور مسلمان کا سینہ، سبحان اللہ اس کی عظمت اور وسعت کا تو کوئی حد وحساب نہیں

ستم ست گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو چمن درآ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدہ ئے در دل کشا بہ چمن درآ

دل کے دو دروازے دل کا دروازہ کھول دے تو اسلام کی بہاریں ہیں، جنت ہے باغات ہیں۔ دل کے دو دروازے ہیں ایک اوپر ملاءِ اعلیٰ کی طرف ہے اور ایک سفلیات کی طرف ہے۔ ایک دروازہ جانبِ عرش کو ہے اور دوسرا جانبِ فرش کو، جب انسان صرف فرش کا دروازہ کھول دے تو سب مادیات نظر آئیں گے حکومت پر دولت پر، عمارت پر، بنگلوں پر، کاروبار پر نظر ہوگی زمین پر نظر ہوگی، مال و متاع اور فیکٹریاں نظر آئیں گی۔ لیکن اللہ، دین، آخرت، تقویٰ، معرفت، روحانیت بند ہوگی۔ اور ان پر نظر نہیں جائے گی۔

اور اگر دل کا جانبِ عرش کا دروازہ کھول دیا تو پھر ملاءِ اعلیٰ کی ساری چیزیں نظر آئیں گی، مگر یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ دل کی جانبِ فرش کا دروازہ آپ سے مطلقاً بند نہیں کرانا چاہتے بلکہ چاہتے ہیں کہ جانبِ عرش کا دروازہ بھی کھل جائے تو دل کی ساری کائنات اور دنیوی معاملات روشن ہو جائیں گے۔

تلاوت و حفظِ قرآن کی سعادت صرف انسان کے ساتھ خاص ہے انسان کو خدا نے بہت بڑی طاقتیں دی ہیں، اپنے کلام سے مشرف فرمایا ہے، پھر قرآن کریم کی خصوصیت بھی صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ اس انداز سے مبارک کلام اور اس کی براہِ راست تلاوت کی نعمت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی نہیں دی۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ حفظِ قرآن اور تلاوت کی یہ سعادت صرف انسان ہی کو حاصل ہے ملائکہ کو بھی یہ سعادت نہیں ملی۔

اس لئے کہ جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے یا قرآن کا درس ہوتا ہے فرشتے وہاں جمع ہوتے ہیں اور پڑھنے

والے کے چاروں طرف ہجوم بنا لیتے ہیں اور ان کا یہ سلسلہ عرش تک گویا پرے ڈالے ہوئے ہوتا ہے۔ کیونکہ جو رحمت وتسکین اور برکات قرآن پڑھنے والے مجالس پر نازل ہوتے ہیں ملائکہ بھی خود کو ان سعادتوں سے قریب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس امت کی خصوصیت ہے ایسی عظیم دولت کے لئے خطرات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اس کے دشمن بھی زیادہ ہیں۔ جس قدر نعمت عظیم ہے ایسے امتحانات بھی زیادہ ہیں۔ پھر شیطان بھی ہے شیطانی قوتیں بھی ہیں۔ اور بنی آدم کی شکل میں شیاطین بھی ہیں اور جنات کی شکل میں بھی شیاطین ہیں جو انسان کے جسم کے بھی دشمن ہیں اور انسان کی روح کے بھی دشمن ہیں۔

جسمانی اور روحانی مضرتوں سے حفاظت کا نسخہ

بعض چیزیں انسان کے جسم کے لئے مضرت رساں ہیں اور بعض روح کے لئے تباہ کن ہیں۔ اللہ پاک نے جسمانی مضرتوں اور روحانی مضرتوں دونوں سے حفاظت کے لئے ہمیں نسخہ بتا دیا۔ عالم اسباب میں جسم کی حفاظت کے لئے اللہ نے بہت سے اسباب پیدا کئے ہیں بندوق ہے، ریوالور ہے، ایٹم بم ہے، گرم اور ٹھنڈے کپڑے بھی ہیں، چوکیدار ہے، فوج ہے اور پولیس ہے۔ علاج اور دوا ہے لیکن یہ سب ظاہری اسباب ہیں حقیقی سبب اللہ کی ذات ہے۔ ان دونوں سورتوں میں استعاذہ کی تعلیم گویا اللہ کے دامن میں آنے اور دونوں مضرتوں سے حفاظت کی تعلیم ہے کہ حقیقت میں بچانے والی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے تمام کائنات اگر نفع پہنچانا چاہے اور اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو ذرہ برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے، اور اگر تمام کائنات ضرر پہنچانے پر متفق ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔
حفاظت کا حقیقی حصار اور مضبوط قلعہ وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ جو جسمانی مضرتوں سے بھی حفاظت کرتا ہے اور روحانی مضرتوں سے بھی۔

تو سورۂ فلق میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو جسمانی مضرتوں سے حفاظت کی تلقین کی، کہ یہ وظیفہ کرو، اور یہ ورد جاری رکھو، اور ان مضامین کا استحضار کرو۔ صحابہ کرامؓ اور خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ورد اور دم کے طور پر معمول بنائے رکھا۔ معوذتین تین بار پڑھ کر ہاتھوں پہ دم کرکے جسم کے جس قدر حصے پہ ہاتھ پہنچتا تھا جسم پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔ اس لیے کہ ان سورتوں میں ایک تاثیر ہے صحابہ اور حضورؐ کا یقین اور اعتقاد تھا کہ واقعۃً یہ بچاؤ کا ایک ذریعہ ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں ہیں اور بے ہوشی کا عالم ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں تین بار معوذتین پڑھ کر حضورِ اقدسؐ کے ہاتھوں پہ دم کرتی پھر حضورؐ کے ہاتھوں کو آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔

گویا جسمانی مضرتوں سے حفاظت کا انتظام پہلی سورت میں ہے اور روحانی مضرتوں سے حفاظت کا سامان دوسری سورت میں کر دیا گیا ہے۔

دشمنِ روح، دشمنِ جسم سے زیادہ مضرت رساں ہے

دیکھو جسم کے دشمن کی طرح روح کا دشمن بھی خطرناک ہوتا ہے۔ یہ دونوں دشمن خطرناک ہیں۔ مگر روح کا دشمن سب سے زیادہ خطرناک ہے جو انسان کو دنیا میں بھی ہلاک کرتا ہے اور آخرت میں بھی۔ جسم کا دشمن دنیا میں تو انسان کو مضرت پہنچا دیتا ہے لیکن آخرت میں وہ کوئی مضرت نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ آخرت میں بعض اوقات فائدہ کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک ظالم شخص نے آپ کو قتل کر دیا تو گویا آپ کے جسم کو ہلاک کر دیا۔ لیکن آخرت کا فائدہ پہنچایا کہ شہادت اور مظلومیت کا درجہ ملے گا اللہ کی رحمت، رضا اور مغفرت و رضوان کی سعادتیں حاصل ہوں گی۔

قاتلِ جسم نے بہت ظلم کیا لیکن نفس الامر میں مقتول شخص کو فائدہ پہنچا دیا کہ حوروں کی گود میں اس کی روح نکلی۔ مگر ایک دشمن ہے جس نے روح کو مضرت پہنچائی، وسوسے ڈالے، شبہات پیدا کئے، دھوکہ دیا۔ اس نے گویا ایمان و عقیدہ خراب کر دیا، روحانی مضرت پہنچائی گویا جہنم پہنچا دیا۔ ابدی ہلاکت و تباہی مل گئی۔

ایمان کا قاتل انتہائی خطرناک ہے۔ اور جسم کا قاتل وہ بھی خطرناک ہے مگر صرف دنیوی لحاظ سے، اخروی لحاظ سے مقتول کے لئے نافع ہے۔

جس طرح انسان کی روح ہے اسی طرح اس روح کے لئے بھی اللہ نے روح پیدا کی ہے جس کو روح الروح کہتے ہیں۔ روح الروح ایمان لاتا ہے۔ قرآن کے معروفات و منکرات، اوامر و نواہی، حلال و حرام، اعتقادیات، عبادات، دنیوی معاملات اور تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ اور تذکیر بما بعد الموت، یہ سارے مضامین قرآن کا خلاصہ ہیں۔ جو تلاوت اور درس قرآن سے دل میں راسخ ہوتے ہیں۔ تو ایمان مضبوط ہوتا ہے اور روح زندہ ہوتی ہے۔ یہ مضامین قرآن گویا روح الروح ہیں انسانی روح کے لئے۔

شیطان اور اس کی ذریت خواہ جنات سے ہو یا بنی آدم سے، مختلف صورتوں میں مختلف شکلوں میں اور مختلف لبادوں میں آتی ہے۔ اور قرآن سے حاصل کردہ علوم و معارف کے بارے میں انسان کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں اور تذبذب وغیرہ کا شکار کرتے ہیں۔ تو بعض اوقات انسان فریب میں آکر پھسل جاتا ہے۔ تو شیطان نے اعتقادیات اور علم کو نقصان پہنچایا۔ روح کھوکھلی ہو گئی تو شیاطین کے ایسے مضرت رساں حملوں سے خود کو بچانا ضروری ہے۔ تو بچاؤ کے اسباب اختیار کرنے چاہئیں اور خدا کے حضور اعتقاد، یقین اور سوچ اور دل کی گہرائیوں سے دعا بھی کرنی چاہئے۔

تعوذ کی ضرورت و اہمیت

قل اعوذ برب الفلق۔ فلق پھٹنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً زمین سے تخم کی ایک باریک کونپل پھوٹتی ہے اس کو فلق کہتے ہیں۔ چھپی ہوئی چیز کا ظاہر ہونا، چادر کے پھٹنے سے کسی چیز کا ظاہر ہونا یہ سب فلق کے معانی ہیں۔ اس کائنات پر تاریکی اور ظلمت، اندھیروں کی جو سیاہ چادر (رات) حاوی ہوتی ہے خدا تعالیٰ طلوعِ صبح صادق کے ساتھ روشنی پھیلا دیتے ہیں اور ظلمتوں کی چادر کو پھاڑ کر تار تار

کر دیتے ہیں اور اپنی قدرت سے شب دیجور کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا بلکہ یہ ربوبیت اور اللہ کی عظیم قدرت کا مظہر اور وحدانیت کی دلیل ہے۔ رات گئی دن آگیا۔ دن کے شیاطین اور ہیں رات کے شیاطین اور ہیں اور دونوں کے دجل وفریب اور مکر وحیل بھی مختلف ہیں تو انسان کو پناہ لینی چاہیے۔ اس قادر وعظیم ذات کی جو رات کو پھاڑنے والا، ظلمتوں کو دور کر کے روشنی لانے والا ہے۔ اور جو فالق الاصباح ہے

من شر ما خلق۔ ہر اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے امتحان اور آزمائش کے لئے پیدا کی ہے اس کی ہر پیدا کردہ چیزیں بھی نعمتیں ہیں مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا فلسفہ ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ کوئی چیز بھی نعمت ہونے سے خالی نہیں۔ مصیبتیں بھی بہت سی حیثیات سے اللہ کی نعمتیں ہیں۔

شر کی تمام چیزیں بھی اللہ نے پیدا کی ہیں اور ان کی وہ شر اندازیاں بھی اللہ کی مرضی پر ہیں۔

شر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جو براہ راست مصیبت وتکلیف اور درد والم کی شکل میں ہو اور دوسرا شر وہ ہے جو مصائب وآلام کا موجب ہو تو من شر ما خلق میں سب شر آ گئے۔ خواہ وہ آلام ومصائب ہیں یا موجبات آلام ومصائب ہیں۔ مثلاً گناہ ہے وہ مصیبت کا موجب ہے مصیبت تو النار ہے جہنم ہے عذاب قبر ہے۔ قبر کے شدائد مصائب وآلام ہیں اور اس کے موجبات معاصی الکفر اور شرک وغیرہ ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر کے شر، حیات وممات کے شر سے پناہ مانگا کرتے تھے حضور اقدس نے فتن اور شرور سے پناہ کی جو دعائیں مانگی ہیں وہ آلام ومصائب اور موجبات آلام ومصائب دونوں کو شامل ہیں۔

ومن شر غاسق اذا وقب۔ رات کے شر سے، جو جسم کی ہلاکت وتباہی نقصان اور امراض وغیرہ کا باعث ہے۔ ان سے پناہ لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ تاریکی کا شر جب وہ خوب گھٹا ٹوپ ہو کر حاوی ہو جائے۔ تو چور، ڈاکو، بداعمال لوگ، سانپ بچھو، درندوں وغیرہ کے شرور کی گویا رات آماجگاہ ہوتی ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں فتنوں اور شرور اور مصائب رات کو جنم لیتے ہیں۔

ومن شر النفثت فی العقد پھونکنے والوں کے شر سے یعنی جادو، ٹوٹکے، شیطانی تلقینات اور گانٹھوں میں دم ڈالنے والے کے شرور سے پناہ لینے کی تلقین کی۔ سائنس نے گو بہت زیادہ اور بے انتہا ترقی کر لی ہے مگر ان قرآنی حقائق کا انکار وہ بھی نہیں کر سکتے۔

یورپ کے لوگ خود اعتراف کرتے ہیں کہ بعض ایسی باطنی قوتیں بھی ہیں کہ انسان ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا لیکن وہ انسان کے لئے حد درجہ خطرناک اور ضرر رساں ثابت ہوتے ہیں۔ جادو کی شکل میں، سحر کی شکل میں۔ پھونکنے والے عورتیں یا مرد، مگر عورتوں کا اعتقاد مذکور ہے۔ وسوسے، خیالات واوہام سے بہ زیادہ

متاثر ہوتے ہیں۔ اور جادو بھی ان سے زیادہ موثر رہتا ہے۔ کہ جس چیز پر انسان کا جتنا زیادہ مضبوط عقیدہ ہو وہ اتنا زیادہ موثر بھی رہتا ہے۔ عورتوں کا عقیدہ ان خرافات پر مضبوط رہتا ہے۔ اس لئے ان کا جادو بھی زیادہ موثر رہتا ہے۔

یہ مقصد نہیں کہ صرف عورتیں ہی جادو کا عمل کرتی ہیں اور مرد اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بلکہ مرد بھی ایسے ہو سکتے ہیں تو نفثٰت سے مراد نفوس ہیں۔

معوذتین کا شان نزول علامہ ابن قیم نے دونوں کا ایک شان نزول بیان کیا ہے اور تفسیر بھی ایک کی ہے لکھے کہ یہود نے حضور اقدس ؐ کو تکلیف پہنچانے کی مختلف سازشیں بنائیں، زہر دیا، قتل کر دینے کے منصوبے بنائے جب کامیاب نہ ہوئے تو لبید بن اعصم نے جادو کر دیا۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں انہوں نے والد کی ترغیب پر جادو کیا۔ حضور اقدس ؐ پر اثرات ظاہر ہوئے کہ حضور ؐ بعض اوقات محسوس کرتے کہ فلاں کام میں نے کیا ہے۔ درحقیقت وہ کام کیا نہیں ہوتا تھا۔ قرآن کریم اور آیات اور وحی کے سلسلہ میں حضور اقدس ؐ کی ذات محفوظ ہے۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں آئے گی۔ سنقرئک فلا تنسیٰ۔

جادو کی وجہ سے کچھ نہ کچھ اثر دماغ پر آجاتا ہے۔ حافظہ پر بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان تھے تلاش میں تھے کہ یہ کیا وجہ ہے دو فرشتے آئے۔ ایک فرشتہ آپ ؐ کے سر کی جانب کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی جانب۔ بخاری شریف میں تفصیل سے واقعہ مذکور ہے۔

ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اس صاحب کو کیا ہوا ہے۔ کس چیز کے اثرات ہیں؟

دوسرے نے کہا کہ اس پر سحر ہوا ہے جادو اس پر کسی نے کیا ہے۔

دوسرے فرشتے نے پہلے کو ساری تفصیل سنا دی کہ فلاں جنگل میں ایک کنواں ہے بئر زروان۔ اسی میں جادو کا عمل پڑا ہے کنگھی میں بال ہیں اور اس میں گانٹھیں دے کر دم ڈالا گیا ہے۔ وہ کنگھی کھجور کے خوشہ میں ہے ایک پتھر کے نیچے ہے۔ تو اس طرح ساری تفصیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دی گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اس جگہ سے وہ جادو کا عمل نکال دیا۔ اور کھول دیا ایک ایک گانٹھ۔ ان سورتوں کی ایک ایک آیت سے کھلتی گئیں۔ اور پتہ بھی چل گیا کہ یہ کام یہود نے کیا ہے۔ مگر حضرت عائشہ کے دریافت کرنے پر بھی چونکہ حضور اقدس ؐ رحمۃ للعالمین تھے حکیم و دانا تھے، مصلحتیں بھی جانتے تھے، حالات کو بھی دیکھتے تھے۔ جذباتی نہ تھے۔ حضور اقدس ؐ نے اس یہودی کا نام نہ بتایا تاکہ خانہ جنگی اور خون خرابہ نہ ہو۔ کہیں ظلم اور زیادتی نہ ہو جائے تو آپ ؐ نے وہ حالات بیان نہ کئے۔

لبید بن اعصم یہودی تھا مگر منافقت کرتا تھا۔ حضور اقدس ؐ کے پاس ہر وقت آتا جاتا تھا منافق تھا مگر خود

مسلمانوں کا بیاس نہیں لکھا تھا۔ بہرحال حضورؐ نے وہ حالات بیان نہ فرمائے۔ اس واقعہ کو بھی ان دونوں سورتوں میں اشارہ موجود ہے۔

رفع اشکال اب اگر کوئی کہے کہ جادو حضورؐ پر کیوں کر مؤثر ہوا تو جواب یہ ہے کہ جادو ایسی چیز ہے جیسے کسی کو بندوق، چاقو، یا چھری سے مارنا یا آگ میں جلانا یا پانی میں ڈوب جانا۔

نظر بد بھی، معنوی طریقہ سے ایک شعاع ہے جو لگ جاتی ہے جو بظاہر انسان کی سمجھ سے بالا ہے جیسے ریڈیو ٹی وی پر آوازیں اور تصویریں آتی ہیں مگر بظاہر سمجھ میں نہیں آتیں کہ کیسے اور کہاں سے آ رہی ہیں۔

یہاں لاکھوں کروڑوں آوازیں موجود ہیں تصاویر موجود ہیں جو نظر نہیں آتیں مگر ٹی وی کے کیمرہ میں محفوظ کر لی جاتی ہیں۔ اور ہزاروں میل دور منتقل کر دی جاتی ہیں۔ اسی طرح نظر بد کا اثر بھی موجود ہے جو نظر نہیں آتا، جادو کے اثرات بھی ہوتے ہیں جو نظر نہیں آتے۔

یہ تو کسی کتاب میں نہیں آیا، کہ پیغمبر کو شہید نہیں کیا جا سکتا، یا پیغمبر پر چاقو، تلوار اور بھوک پیاس کا اثر نہیں ہوتا۔ اور آگ اسے جلاتی نہیں۔ اور نہ ٹھنڈا پانی اس پر اثر کرتا ہے۔ بلکہ یہ سب طبعی اور بشری چیزیں ہیں جو مؤثر رہتی ہیں۔ اسی طرح جادو بھی ایک طبعی اور بشری چیز ہے ضرر اور نقصان پہنچانے کا ذریعہ ہے اس سے منصب نبوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جیسے پیغمبر بیمار ہو سکتا ہے اس کو بخار ہو سکتا ہے۔ دیگر بیماریاں لگ سکتی ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے جذام وغیرہ اور عیب کی بیماریوں سے انبیاء کو محفوظ رکھا ہے۔ لیکن عمومی بیماریاں جو عام انسان کو لگ سکتی ہیں ان سے پیغمبر بھی مامون نہیں۔ تو جادو بھی ان عمومی اور طبعی بیماریوں میں سے ایک ہے جس میں عام انسانوں کی طرح انبیاء بھی مبتلا ہو سکتے ہیں۔

امور ثلاثہ جن سے پناہ کی تنبیہ کی گئی ومن شر حاسد اذا حسد اور حاسد کی شر سے پناہ مانگو۔ جب حسد کرے، حاسد کے دل میں جب حسد کی آگ لگ گئی اور تمہارے پیچھے پڑ گیا، من شر ما خلق میں ساری باتیں آ گئی تھیں۔ مگر یہ تین چیزیں زیادہ خطرناک تھیں جو تین آیات میں مذکور ہیں۔ غاسق اذا وقب۔ اور ومن شر النفثٰت فی العقد۔ ومن شر حاسد اذا حسد یہ سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ قرضدار ہے قرض دیا بے غم ہو گیا۔ مگر حاسد سے نجات مشکل ہے۔ حاسد چوبیس گھنٹے لگا رہتا ہے۔ یہ آگ ایسی ہے کہ کسی وقت نہیں بجھتی۔

حسد ایک بہت بڑی لعنت ہے۔

ایک شخص جس کو اللہ نے نعمتیں، کمالات اور علم دیا ہے اس سے دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ نعمت اسے کیوں مل گئی؟ ایک شخص جاہل طالب علم ہے وہ دوسرے لائق طالب علم سے حسد کرتا ہے تو یہ گویا ملعون ہے، ان تین چیزوں

سے خاص طور پر پناہ کی تلقین ہوئی۔

ربوبیت، ملکیت اور الوہیت | قل اعوذ برب الناس اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں اس ذات کی جو تمام انسانوں کا رب ہے پہلی سورت میں رب الفلق کہا گیا تھا اور یہاں رب الناس ہے۔ وہاں تاریکیوں سے روشنی آتی تھی کہ تاریکیوں کا بھی رب ہے۔ اور روشنیوں کا بھی رب ہے۔ تاریکیوں کے نقصانات صرف انسانوں کے لئے نہیں ہوتے بلکہ عام ہوتے ہیں۔ ہر کمزور چیز کو اس سے بڑی چیز نقصان پہنچاتی ہے اور اپنا اثر ڈالتی ہے۔

انسان کے بھی دشمن ہوتے ہیں حیوانات اور چرند پرند کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔

اور یہ روحانی اور شیطانی طاقتیں صرف انسانوں کے ساتھ خاص ہیں خواہ وہ جن کی شکل میں ہوں یا انسان کی شکل میں، یہ شیطان مطلق بنی نوع انسان کا دشمن ہے۔ انسان کو اللہ نے خلافت سے اور انسان کی وجہ سے شیطان مغلوب اور ذلیل ہے۔ اس لئے انسان سے اس کی ازلی دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔

الناس بعض حضرات نے الناس کی تکرار کا نقطہ بھی لکھا ہے۔ رب الناس کہ اول مرتبہ و مرحلہ طفولیت کا ہے۔ کہ سب چھوٹے اور معصوم بچے ہیں۔ ربوبیت کا خاص تعلق اور ضرورت بچوں کو ہے کہ ان کی طفولیت کا دور ہے ملک الناس اس سے جوانی کے زمانہ کو اشارہ کر دیا ہے۔ جوانی کا زمانہ سیاست، حکومت و سلطنت کے حصول کا ہے یہاں ملکیت آگئی کہ اصل مالکیت اور شہنشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اور انسان کی شوکت و ملوکیت عارضی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بھی۔

پھر شیخوخت کے زمانہ کو، الٰہ الناس سے اشارہ ہے کہ اس عمر میں انسان پر عبودیت غالب ہو جاتی ہے، بہر حال اللہ جو تمام مخلوقات کا رب ہے تو چاہئے کہ اسی کا سجدہ کیا جائے اور اسی کی بندگی۔ کہ انسان اپنے رب کا ہر لمحہ محتاج ہے پیدائش سے لے کر وفات تک بلکہ پیدائش سے کروڑ ہا سال قبل اللہ تعالیٰ انسانی تخلیق اور حیات کے انتظامات کر چکا ہے۔ انسان کی تمام ضرورتوں اور حاجتوں کا انتظام کیا ہے۔ اور سامان حیات میسر کئے ہیں۔ یہ آسمان یہ زمین یہ عرش و فرش یہ بحر و بر یہ حیوانات و جمادات، یہ سب کائنات بوجہ ربوبیت کے تقاضے کے ازل سے پیدا فرمائے۔

جب ربوبیت اللہ ہی کی ہے احسانات اسی کے ہیں اور انعامات اسی کے ہیں انسانیت سر سے پاؤں تک اس کے احسانات کی مرہون منت ہے۔ تو چاہئے کہ اب اس کی بادشاہی تسلیم کر لی جائے۔ اور صرف اسی کی بارگاہ میں جبین نیاز جھکا لی جائے۔ ملک الناس جب کہ سب اس کا ہیں، زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے دکھ سکھ کا وہی مالک ہے تو پھر دوسرے کی مدح و ثنا اور غیروں کے سامنے جبین نیاز جھکانا کوئی انصاف کا تقاضا نہیں۔ صرف اللہ ہی کی ذات ایسی ہے جو نافع بھی ہے منعم بھی اور ضار بھی، تو جو ذات نافع بھی ہو منعم بھی ہو

مختار بھی، تو بادشاہی بھی اسی ذات کو لائق ہے۔ اور الوہیت بھی اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ جب وہی ملک الناس ہے تو اسی سے ڈرنا چاہیئے۔ وہ ناراض ہو جائے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ مار سکتا ہے۔ ہلاک کر سکتا ہے تباہ کر سکتا ہے بھوکا رکھ سکتا ہے، بیمار کر سکتا ہے جب وہ ایسی ہی ذات ہے تو پھر صرف اسی کی بارگاہ میں سر بسجود ہو جانا چاہیئے۔

الٰہ الناس معبود برحق ہونے کا حق صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ عبودیت بھی اسی ایک ذات کی کرنی چاہیئے ربوبیت اور ملکیت آئی، جاہ و جلال آیا، تو اب دل سے اس کا منقاد ہو جانا چاہیئے۔ طاعت و رغبت اور تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے۔

من شر الوسواس الخناس اللہ کی پناہ کی تلقین کی گئی ہے اس طاقت اور شیطان کے وساوس سے جو ناس وسواس ڈال کر ایمان کو نقصان پہنچاتے ہیں عقیدہ، علوم، نظریات اور خیالات میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں مختلف طریقوں سے۔ الخناس جو چھپے مورچے سے حملے کرتا ہے کہ حملہ کر کے پھر پیچھے ہٹ جاتا ہے شیطان حملہ کر کے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ پھر شیطانی قوتیں اور شیطان کے ساتھی خواہ پرویزی ہوں یا قادیانی، قرامطہ ہوں یا باطنیہ آپ سب کی تاریخ دیکھیں وہ کھل کر سامنے نہیں آتے۔ بلکہ وہ خود، فریب اور ملمع اندازی کا لبادہ ڈالتے ہیں۔ کبھی خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، کبھی ظلی اور بروزی کی تعبیرات سے کبھی انکار حدیث کے عنوان سے یہ سب شیطان کی ذریت ہیں خناسیت سے چھپ کر حملے کرتے ہیں یہ سب خناس ہیں بعض خود کو فلاسفر اور جدید تعلیم یافتہ کہتے ہیں زمانہ اور حالات کے تقاضوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر علم وحی اور علوم لدنی سے محروم ہوتے ہیں۔

من الجنۃ والناس شیاطین جنات سے بھی ہیں اور انسانوں سے بھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہم کو روحانی اور جسمانی مضرات سے حفاظت کا طریقہ بتا دیا۔ قرآن کے ابتداء میں سورہ فاتحہ لائے اور یہاں قرآن کے خاتمہ میں مناسبت یہی ہے کہ ابتداء میں حمد و ثناء ہے، الحمد للہ رب العالمین ربوبیت کا ذکر ہے اور اس سورت میں بھی رب الناس اور رب الفلق سے ربوبیت کو اشارہ ہے۔ الرحمٰن الرحیم، رحمانیت کی ساری صفات ان سورتوں میں ذکر کی گئی ہیں اور سورہ فاتحہ میں مالک یوم الدین۔ اور اس سورت میں ملک الناس سے اللہ تعالیٰ کے حاکم مطلق، شہنشاہیت اور مالکیت کو اشارہ ہے۔ ابتداء اور انتہا میں اس انداز تعلیم سے انسانیت کے قلب و ذہن پر توحید باری تعالیٰ کے نقوش ثبت کرنا ہے۔ کہ انسان خود کو اور اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور سانس کی ہر گھڑی کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی پناہ میں دے دے۔ اور زندگی بھر اس کے تقاضے نبھاتا رہے ✤